نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

Digitized by Khilafat Library

BADR

بدر

QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی عہ
بغیر ضمیمہ درس قرآن شریف

بنوش جرعۂ وصافش زجام نورالدین

Registered No.
L. CCLXXXVIII

اگر تو تشنہ لبی از فراق یار ازل

ضمیمہ درس قرآن ملیکر
چار روپے پیشگی

جلد ۱۲

نمبر ۲۲/۲۱

۱۳۳۱ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۹۱۳ء مطابق

ضعیف و مردہ دلی گر بقادیاں درآ

۱ - ذی الحجہ

برود جمعرات

۲۸ - نومبر

کہ ہست محیی موتی کلام نورالدین

دس شرائط بیعت

اول - یہ کہ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہوجائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ **دوم** یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ **سوم** یہ کہ بلا ناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیگا۔ **چہارم** - یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ **پنجم** یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور ہر حالت میں راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ **ششم** یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کرلیگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ **ہفتم** یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ **ہشتم** یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ **نہم** یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ **دہم** یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔ کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
آں رسولے کش محمدؐ ہست نام
مہر او باشیر شد اندر بدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست
آنچہ مارا وحی و ایمائے بود
اقتدائے قول او در جان ماست
از ملائک واز خبرہائے معاد
آں [illegible] ہمہ حضرت احدیت است
معجزات او ہمہ حق اندر است
معجزات انبیائے سابقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست

مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہم بریں از دار دنیا بگذریم
بادۂ عرفان ما از جام اوست
دامن پاکش بدست ما مدام
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہر نبوت را بروشد اختتام
نو شدہ سیراب سیراب آں کہ ہست
آں نہ از خود از ہماں جائے بود
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
ہرچہ گفت آں مرسل رب العباد
منکر آں مستحق لعنت است
منکر آں نور لعین خدا است
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
ہر کہ انکارے کند از اشقیا است

باشد ما دوری از آں عالیجناب
نزد ما کفر ست و خسران و تباب

بدر پریس قادیان میں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر پبلشر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا۔

دارالامان

حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین بفضل ایزد متعال بخیریت ہیں۔ ۱۸۔ نومبر عصر کے وقت دورہ کے بعد ضعف غالب ہوگیا تھا مگر اس کے بعد آپ کی صحت بہت اچھی ہوگئی۔ چنانچہ عید اضحی بھی آپ ہی نے پڑھائی اور خطبہ سنایا جس کا خلاصہ کسی دوسری جگہ درج ہے۔ پیر ۲۴ نومبر کو دو برس کے بعد مسجد مبارک میں نماز مغرب کی جماعت کرائی اور صاحبزادہ عبد الحیی کو درس قرآن مجید دیا۔ ۲۵۔ نومبر کو فرمایا کہ نماز کے لئے ہمیں موذن اطلاع دیا کرے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ کی صحت نسبتاً اچھی ہے آپنے تھوڑی سی طاقت پانے پر گوارا نہیں فرمایا کہ نماز کی جماعت گھر میں ہی کی جائے

ہندو اخبارات بھی گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہے

ہیں۔ آج کل جو مسلمان جابجا اجلاس کر کے بوجہ اخوت اسلامی اپنے مظلوم ترکی بھائیوں کی ہمدردی میں وعظ کر کر کے مجروحین و یتامی کے لئے چندہ جمع کرتے اور ان کی کامیابی و نصرت کے واسطے دعائیں مانگتے ہیں تو ہندو اخبارات اس پر عجیب عجیب رنگ چڑھا کر ان کو گورنمنٹ کی نظر میں بدظن کروانے میں بیجا اور جان توڑ کوششیں کر رہے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ اس طرح بغاوت پھیلنے کا اندیشہ ہے اور کبھی دروغ بے فروغ کے پتلے کہتے ہیں کہ مسلمان سلطنت برطانیہ کو گالیاں نکالتے ہیں۔ غرضیکہ ان حاسدوں کی آنکھوں میں مسلمانوں کا خواہ کوئی بھی فعل ہو۔ کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے۔ گویا یہ بدباطن قوم اب اسلام کو روئے زمین پر دیکھنا ہی پسند نہیں کرتی دیکھنا تو الگ ہر وقت ان کی جائز و ناجائز کوشش یہی ہے کہ کسی طرح اسلام کا نام حرف غلط کی طرح دنیا سے مٹ جاوے۔ اخبار پرکاش۔ آریہ مسافر۔ ہندوستان۔ جھنگ سیال۔ بھارت اور آریہ گزٹ نے تو گویا اپنے پرمیشور کی قسم کھا رکھی ہے کہ خواہ اس طرف کی دنیا اُس طرف چلی جائے ہم ہرگز بھی اسلام کی مخالفت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرینگے۔ ہم اپنی مہربان و عادل گورنمنٹ سے التجاء کرتے ہیں کہ وہ اپنی غیر متعصبانہ توجہ کو بہت جلد اخبارات مذکورہ بالا کی طرف غیر معمولی طور سے فرما کر غور فرمائے کہ آیا ان اخبارات نے جو شیوہ و وطیرہ اختیار کر رکھا ہے وہ ہندوستان و پنجاب میں بغاوت پھیلانے کا مہلک ذریعہ ہے یا غریب و مظلوم اور ہر طرف سے مفلسی میں گھرے ہوئے بیچارے مسلمانوں کا قابل عبرت فعل جس کے سوا اور ان کا کوئی چارہ ہی نہیں رہا کہ اپنے مولی و پروردگار کے حضور گر گر کر روئیں۔ گڑگڑائیں اور دعائیں کریں کہ وہ اب ان پر نظر ترحم و عفو فرمائے ایک طرف تو یہ اخبارات مسلمانوں کی اس قابل رحم حالت پر طرح طرح کی ملمع سازیاں کر کے مسلمانوں کے منہ آ رہے ہیں اور گورنمنٹ کو بدظن کرا رہے ہیں۔ دوسری طرف دروغگورا حافظہ نباشد کے مقولہ کے مصداق بنکر یہ حسرت و تمنا بھی رکھتے ہیں کہ "کاش اس جوش کا کوئی حصہ ہماری جاتی کے اندر بھی آجائے" ہم اس ثبوت کے لئے ۱۹۔ نومبر کے اخبار پرکاش کے صفحہ ۱۰ کا حوالہ دیتے ہیں جس پر کی سرخی "مسلمانوں کے اندر مذہب کے لئے جوش" ہے ہم امید کرتے ہیں کہ تمام اسلامی پرچے خاموشی سے کنارا کر کے مذکورہ بالا اخبارات کی نسبت اپنی آواز عادل و منصف گورنمنٹ کے کانوں تک پہنچانے کی نتیجہ خیز کوشش کرینگے

(اشرف)

اسی تاریخ کے اخبار پرکاش کے صفحہ ۱۰ پر ہی "اسلامی اخبارات سے شکایت" کا ہیڈنگ رکھ کر مسلمانوں کو پانی پی پی کر کوسا گیا ہے اور اپنی چشم بدبین پر تعصب کی عینک لگا کر اہل اسلام کی دل آزاری کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ جب کہ اٹلی و ترکی میں باہم جنگ کی چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے اور فطرتی طور سے جو ایک مسلمان کو مسلمان سے یا ہندو کو ہندو سے دکھ درد کے موقعہ پر اظہار ہمدردی لازمی و لابد ہوتی ہے تو اس فطرت انسان پر بھی یہ متعصب قوم ہند کے اہل اسلام کے ترکی سے ہمدردی جتلانے پر شور و واویلا ہی مچاتی ہے حالانکہ ہماری عادل و مہربان گورنمنٹ ان سے بدرجہا بڑھ چڑھ کر عقل سلیم رکھتی ہے اور مسلمانوں نے ترکی سے اظہار ہمدردی میں جو کچھ بھی کیا ہے۔ گورنمنٹ کی اجازت سے کیا گیا ہے۔ تو اگر خدانخواستہ مسلمانوں کا یہ فعل گورنمنٹ کی دوربین نظر میں قابل شبہ ہوتا۔ تو وہ خود مسلمانوں کو لعنت و ملامت کر سکتی تھی مگر ہندو اخبارات خواہ مخواہ ہی "سدی نہ بلائی میں لاڑے دی تائی" کے مقولہ پنجابی پر عمل کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کر رہے ہیں۔ ہاں اگر اٹلی ان کی تعلقدار ہو تو اُسے کسی قسم کی تکلیف ہم ان کی مدد اُسے کچھ فائدہ پہنچا سکتی ہے تو بھی ہم کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ ہمارا اس میں نقصان ہے کیا ہمیں یہ اخبارات تسکین دہ جوابات دے سکتے ہیں کہ اگر اظہار ہمدردی مقتضائے فطرت انسان نہیں ہے تو تم کیوں اپنے کسی بھائی کی مصیبت پر کوؤں کی طرح شور مچا کر پڑوسیوں کو بھی خواب راحت سے بیدار کر کے بے آرام کر دیا کرتے ہو۔ ع

مقتضائے فطرت انساں ہے ہمدرد ہو
جبکہ دیتا ہے مدد حیوان بھی حیوان کو

(اشرف)

ضرورت نکاح

کمترین جولائی ۱۹۰۴ء سے اس گاؤں بگیم پور ضلع جالندھر میں تبدیل ہو کر آیا ہوا ہے۔ تب سے چار اشخاص احمدی ہو چکے ہیں۔ بڑی روکاوٹ جو اس علاقہ میں احمدی ہونے کے راستہ میں حائل ہے وہ یہ ہے کہ جو آدمی احمدی ہو جاتا ہے اس کو لڑکی دینا لوگ غیر احمدی چھوڑ دیتے ہیں اس لئے تین اشخاص کے لئے جو کہ قریباً بیس بیس سال کی عمر کے ہیں احمدی ہوئے ہیں کے نکاح کے لئے آپ اپنے اخبار میں تحریک کر دیویں شاید اللہ تعالیٰ ان پر مہربانی کر دیوے۔

(۱) جمیل خان قوم راجپوت نارو تعلیم مڈل فارسی تک قرآن مجید کا ترجمہ دسویں سیپارہ کا پڑھتا ہے چودہ پندرہ گھماؤں اراضی کا واحد مالک ہے مخلص احمدی ہے۔

(۲) میراں بخش ولد احمد بخش احمدی قوم راجپوت نارو زمیندارہ کا کام کرتا ہے اسکے والد احمد بخش اچھے زمیندار ہیں اپنی کاشت کے علاوہ تین چار سو روپیہ سالانہ چکوتہ کا موروثیوں سے آجاتا ہے۔

(۳) امیر خان قوم راجپوت بھٹی ایک مخلص احمدی ہیں قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اپنا زراعت کا کام کرتے ہیں اور اپنے گذارہ میں اچھے ہیں۔ فوجی ملازمت کا ارادہ رکھتے ہیں۔

والسلام۔ کمترین غلام نبی مدرس مدرسہ بگیم پور

پاک پٹن

یہاں خدا کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت سے انجمن احمدیہ قائم کی گئی ہے وہ اصحاب جو اس ضلع میں ہیں اور کسی اور انجمن میں شامل نہیں ہیں وہ اس میں شامل ہو کر اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کے پاک ارشاد کے نیچے آجاویں۔ والسلام۔ نیاز محمد احمدی کمپونڈر سیکرٹری انجمن احمدیہ پاک پٹن

کلام امیر

شکر گذار بندہ فرمایا۔ ایک بزرگ کتابوں کا ایک انبار لئے جا رہے تھے۔ رستے میں دریا گذرنا پڑا۔ اس میں کتابوں کا بنڈل گر پڑا۔ فرمایا۔ الحمد للہ! خادم نے کہا حضور کتابیں دریا میں گر پڑیں اور غرق ہو گئیں۔ فرمایا اسی لئے تو میں الحمد للہ کہتا ہوں۔ میں نے ان کتابوں کو پڑھنے کی خاطر خریدا تھا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے ان کے پڑھنے کی تکلیف سے بچا لیا۔ مگر میری نیت کا ثواب مجھے ضرور دیگا۔

آنحضرت کے والدین کے نام فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا نام عبد اللہ اور آمنہ ہونا ایک معجزہ تھا۔ اگر والد کا نام کہیں عبد الشمس ہوتا (جیسے کہ اس زمانہ میں نام ہوا کرتے تھے) تو عیسائی لوگ ہم کو زندہ نہ رہنے دیتے۔ عبد اللہ نام رکھنے میں عبد المطلب کے خیالات کا پتہ چلتا ہے۔

حرص فرمایا۔ ایک انسپکٹر پولیس تھا۔ وہ رشوت تہجد پڑھنے کے بعد لیا کرتا تھا۔ اپنے آپ کو گالیاں دیتا جاتا۔ کمبختو مجھے کیوں سور کھلاتے ہو۔ کیوں میری عاقبت خراب کرتے ہو اور ادھر روپیہ لیتا جاتا۔ حرص یہاں تک بڑھ گئی تھی۔ کہ گوشت اور سبزی تک کے "نمونے" منگواتا۔ اور ان سے گذر اوقات کرتا۔ قیمتاً خرید کر نہ کھاتا تھا۔ آخر کار اُسے اُس کا داماد لوٹ کر لے گیا۔ بعد میں مقدمہ چل پڑا۔ اس پر خرچ ہوا۔ سات سال قید کی سزا ہوئی۔ رہائی پر سات روپے ماہوار کا ملازم ہوا۔ کوئی رشوت کا موقعہ سامنے آیا۔ کہنے لگا۔ ابھی نہیں لیتا۔ پندرہ روپے تک تو پہنچ لوں۔ اس قدر مصیبت کے بعد عبرت کا یہ حال تھا؟

نعمت کا شکریہ وہ نعمت جو خدا نے اپنے فضل سے ہم کو عطا کی اور جس سے ہزاروں مذہبی مباحثے عملی طور پر طے ہو گئے۔ وہ فضل حضرت خلیفۃ المسیح ؓ کی خلافت ہے۔ میں فائدہ عام کے لئے چند وہ دلائل عرض کرتا ہوں جس نے مجھ کو خدا نے آپ کا عاشق زار بنایا۔ اگرچہ میں ایک فوجی جوان ہوں۔ مگر جذبۂ دل کا اظہار کرتا ہوں۔

(۱) حضرت اقدس ؑ کے مبارک زمانہ میں حضور کی خدمات دین اور اخلاق اعلیٰ ہر ایک صاف دل کو اشارتاً بتلا رہے تھے کہ صدیق ثانی یہی ہے دیکھ لو۔ جو آپ کی مجلس میں اکثر بیٹھتے ہیں۔ وہ خوب واقف ہیں۔

(۲) حضرت اقدس ؑ کا صدر انجمن احمدیہ کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح ؓ کو میر مجلس بنانا بھی ایک اشارہ تھا

(۳) حضرت اقدس ؑ کا شعر

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

(۴) بلا اختلاف آپ کا بعد وفات حضرت مسیح موعود ؑ خلیفہ تسلیم کیا جانا یہ بالکل خدا کا کام تھا جس نے سب دلوں کو جمع کر دیا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ جب میں نے حضرت اقدس ؑ کے وصال کا حال سُنا۔ تو پہلی تحریک جو میرے دل میں ہوئی وہ حضرت خلیفۃ المسیح ؓ کی خلافت پر ایمان لانا تھا مجھے کچھ علم نہ تھا۔ کہ سب جماعت کا یہ خیال ہو گا۔ چنانچہ میں نے بلا مشورہ کسی دوسرے کے فوراً بذریعہ کارڈ اپنی بیعت کا اظہار کر دیا تھا

(۵) مذہب شیعہ کا مسئلہ خلافت ایسا صاف ہو گیا کہ اب میں تو ہر موقعہ پر ان کو صدیق ثانی کی مثال دیکر سمجھایا کرتا ہوں۔ اور حضرت کے اہل بیت کا مطیع و فرمانبردار ہونا دکھلا کر قائل کیا کرتا ہوں۔ جیسا کہ میر محمود رسالہ بمقام لانسرز میں پارسال میں نے یہ دلائل صاف طور پر ایک برادری کی جماعت میں بیان کئے تھے اور اُن کو باوجود مخالفت مماثلت تسلیم کرنی پڑی تھی۔

(۶) آیت وآخرین منھم لما یلحقوبھم اولین و آخرین خلافت کی مماثلت کی ایک اعلیٰ مثال اور قرآن شریف کا زندہ معجزہ خلافت صدیق ثانی سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے۔

(۷) جن اشخاص نے آپ کے الفاظ محفوظ کئے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اُن کو پورا کیا ہے۔ میں چند باتیں بطور شکران نعمت عرض کرتا ہوں جو میری نسبت ہیں۔

(الف) جب کہ میرا خیال نکاح ثانی کا ایک لڑکی سے تھا جس نے بوجہ ایک عارضہ جسمانی کے اپنے آپ کو لائق نکاح نہ سمجھکر گوشہ نشینی اختیار کی تھی۔ اور نہ اُس کے والدین نکاح کر دینے کو راضی تھے۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ؓ سے وہ بیماری ذکر کر کے عرض کیا کہ کیا یہ مانع حمل یا اولاد ہے۔ تو آپ نے سادگی سے فرمایا۔ کہ نہیں۔ بڑی لڑاکی (مضبوط) اولاد ہوتی ہے۔ چنانچہ بعد میں میں نے اس لڑکی سے حسب رضامندی اس کے وارثان کے نکاح کیا اور مضبوط اولاد کو آنکھ سے دیکھا میری پانچ ماہ کی دختر سوا سال سے بھی بڑی معلوم ہوتی تھی اور اپنے ساتھ کے سب لڑکوں سے مضبوط تھی۔

(ب) آپ سے جب میں نے [illegible] سبب نکاح کی اجازت چاہی تو آپ نے مجھے چند شرائط پر اجازت دی جس میں پہلی بی بی کے ساتھ برتاؤ کی نسبت ہدایت تھی خدا کے فضل سے میں اُس پر کاربند ہوں اور بڑی خوشی اور شکریہ سے خبر دیتا ہوں کہ میرے گھر میں عام زمانہ کے موافق کبھی کوئی ناراضگی نہیں ہوئی۔ یہ آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

(ج) جب آپ بیمار تھے تو آپ نے عام مجلس میں فرمایا تھا کہ ہم نے دو شخصوں کی اولاد کے واسطے دعا کی ہے جو خدا کے فضل سے امید ہے کہ قبول ہو گئی ہے۔ ان دو میں سے ایک یہ عاجز ہے جس کی طرف اشارہ بھی فرمایا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ دُعا اُن سُننے والے لوگوں کی موجودگی میں ہی پوری ہو چکی ہے یعنے مجھے اللہ تعالیٰ نے صاحب اولاد کیا۔

(د) جب میں بعض وجوہات کے سبب اور اپنے ایک اعلیٰ افسر کی سختی کے سبب کراچی سے تبدیلی کرانا چاہتا تھا میں نے چند دفعہ دُعا کے واسطے عرض کیا تو حضور سے یہی جواب ملا۔ کہ کیا دوسری جگہ اور خدا ہے۔ جو خدا دوسری جگہ آرام دے سکتا ہے وہاں کچھ نہیں کر سکتا۔ حالانکہ میں نے ہر طرح سے کوشش کی مگر میری تبدیلی ہرگز نہ ہوئی۔ اور آخر میرے مولا کے ارشاد کے بموجب اللہ تعالیٰ نے کراچی ہی ایک اعلیٰ افسر بھیج دیا جو انصاف اور سچائی کا اعلیٰ نمونہ ہے اور اس طرح سے میری تکلیف راحت سے بدل کر حضرت صاحب کے لفظ پورے ہوئے۔

(۸) میں عام طور پر ظاہر کرتا ہوں کہ جو دلائل حضرت صدیق اکبر کی خلافت کے بارہ میں کسی شخص کے پاس ہوں۔ خدا کے فضل سے وہ سب صدیق ثانی میں موجود ہیں۔ اگر کسی ناشکر گذار یا نابینا کو نظر نہ آویں تو تحریک سے انشاء اللہ تعالیٰ جواب دینے کے واسطے دل میں ایک جوش پاتا ہے۔

(۹) کبھی کوئی اپنی کوشش سے خلیفہ نہیں بن سکتا۔ یہ خدا کا کام ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ موجود ہے زیادہ کتابیں لکھنے والا یا بڑا لیکچرار خلیفہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ پہلے زمانہ میں بڑے سے بڑا فاتح بھی خلیفہ نہ ہوا خدا تعالیٰ دلوں کی صفائی اور حالت سے خوب واقف ہے وہ کسی کی خواہش کا پابند نہیں ہے جس کو لائق سمجھتا ہے یہ عہدہ دیدیتا ہے۔

خاکسار

خداداد رسالدار نمبر ۳۰ کورنہ چھاونی کراچی

الامام الاعظم

نمبر ۳

دعائے الحمد مؤلف کو یہ بھی دقت پیش آئی ہے کہ سورہ الحمد میں خدا حکم دیتا ہے کہ تم یہ دعا مانگو۔ کہ ہم کو وہی نعمت عطا کر جو تو نے اگلے راستبازوں اور نبیوں کو عطا کی۔ اس لئے مولف نے اپنے رسالہ میں یہ لکھا ہے کہ نعمت سے مراد صرف صراط مستقیم ہے گویا بزعم مؤلف خدا یہ حکم دیتا ہے کہ یہ دعا مانگو کہ ہم سیدھے راستہ پر چلتے رہیں۔ اور راستہ کی تکلیفیں اُٹھاتے رہیں۔ مگر ہم کو تکلیف اور محنت کا کچھ ثمرہ نہ ملے اور ہم کبھی منزل مقصود پر نہ پہنچیں۔ اگر خدا نے ہم کو منزل مقصود پر نہیں پہنچانا تھا اور وہ نعمت ہم کو نہیں عطا کرنی تھی۔ جو اس نے انبیاء کو عطا کی تو پھر ہم سے بڑھکر کوئی بدقسمت نہیں ہوگا مگر خدا نے ہمارے ساتھ یہ معاملہ نہیں کیا اور صاف الفاظ میں فرما دیا ہے۔ من يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين یعنی جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریں گے وہ منزل مقصود پر پہنچکر ضرور ان لوگوں کے ساتھ مل جائیں گے جن پر خدا نے نعمتیں نازل کیں۔ یعنی نبیوں۔ صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ سمجھے ان آیات کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے جن میں نبیوں کو صدیق شہید اور صالح کہا گیا ہے۔ کیونکہ مؤلف نے خود اس بات کو تسلیم کر لیا ہے۔ گویا مؤلف اس بات کو مان گیا ہے۔ کہ سورہ الحمد میں جس نعمت کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ وہی ہے۔ جو نبیوں کو عطا ہوئی۔ اب صاف ظاہر ہے کہ نبیوں کو سوائے نبوت کے اور کوئی ایسی نعمت نہیں عطا ہوئی۔ جو باستثناء دیگر اشخاص کے صرف انہی کو ملی۔ اگر ان کو سلطنت ملی تو سلطنت کفار کو بھی ملی ہے۔ اگر ان کو جسمانی طاقتیں دی گئیں تو جسمانی طاقتوں سے کفار کو بھی مستثنیٰ نہیں رکھا گیا۔ اگر ان کو تندرستی عطا ہوئی۔ تو اس میں بھی ان کی خصوصیت نہیں ہے۔

البتہ اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا نے صاف الفاظ میں یہ کیوں نہ فرمایا۔ کہ یہ دعا مانگو۔ کہ ہم کو وہ نعمت عطا کر۔ جو تو نے نبیوں کو عطا کی۔ اور صراط مستقیم پر چلنے کے لئے کیوں ہدایت فرمائی۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ اعمال صالح کا بجالانا یا دوسرے الفاظ میں صراط مستقیم پر چلنا ضروری تھا اس لئے ایسا کہا گیا اگر بغیر اعمال صالح کے بجالانے کے نعمت کا ملنا متوقع ہوتا تو پھر قرآن کے بھیجنے کی ضرورت نہیں تھی اور نہ اوامر و نواہی کے فرمانے کی حاجت تھی۔ مگر خدا کی سنت یہی ہے کہ اسباب سے کام لے کر انسان کوشش کرتا ہے۔ اور خدا کے فضل سے اس پر ایک نتیجہ مترتب ہو جاتا ہے۔ اعمال صالح بجالانا خدا کا کام نہیں ہے۔ خدا کا کام ان اعمال کا ثمرہ دینا ہے۔ اسی واسطے خدا نے یہ دعا سکھلائی۔ کہ اعمال صالحہ کی جو انبیاء نے کئے توفیق مانگتے رہو گے۔ تو تم کو ان انبیاء کے ساتھ ملا دوں گا۔ جن پر نعمت نبوت نازل ہوئی یعنی اس منزل مقصود پر پہنچا دوں گا جس پر وہ پہنچے اور راستہ کی تکالیف اُٹھاتے اُٹھاتے نامراد نہیں مرو گے +

بشارت احمد مؤلف نے حضرت اقدسؑ پر اعتراض کیا ہے کہ اُنہوں نے احمد نبی کی پیشگوئی اپنے اوپر لگائی ہے اور لکھتا ہے۔ کہ احمدؐ کی پیشگوئی جناب رسالت پناہ کے وجود سے پوری ہوئی۔ کیونکہ فلما جاءهم بالبينٰت میں زمانہ ماضی پایا جاتا ہے۔ نیز مؤلف یہ بھی لکھتا ہے کہ آیۂ واذ قال عيسى ابن مريم يا بني اسرائيل اني رسول الله اليكم مصدقا لما بين يدي من التوراة ومبشرا برسول ياتي من بعد اسمه احمدؐ فلما جاءهم بالبينٰت قالوا هذا سحر مبين میں بعد کے لفظ سے یہ نہیں پایا جاتا کہ ضرور جناب مسیح فوت ہو چکے ہیں۔ اور اس کی تائید میں جملہ ثم اتخذ العجل من بعده وانتم ظالمون قرآن کی ایک آئت سمجھ کر پیش کیا ہے۔ حالانکہ یہ کوئی آئت نہیں ہے اور عربی صرف و نحو کے قواعد کے مطابق بھی یہ جملہ صحیح نہیں ہے۔ اس حوالہ سے مؤلف کی مولویت اور عربی دانی پر بھی خوب روشنی پڑتی ہے۔ اگر مؤلف اب یہ عذر پیش کرے۔ کہ کاتب کی غلطی سے ایسا لکھا گیا۔ تو کاتبوں کی غلطیاں بھی تو ہوتی ہیں۔ مگر اس جگہ کوئی عقلمند اس کو قبول نہیں کر سکتا۔ کیونکہ الفاظ کی بندش سے یہ عذر درجۂ پذیرائی تک نہیں پہنچ سکتا۔ اصل میں آئت یوں ہے ثم اتخذتم العجل من بعده وانتم ظلمون جس کو دیکھ کر فوراً ایک عقلمند سمجھ جاتا ہے۔ کہ کاتب کی غلطی نہیں ہے۔ بلکہ مؤلف کی روشنی طبع کا نتیجہ ہے۔ اس آیہ یعنی ثم اتخذ تم العجل کو آیۂ قال بئسما خلفتموني من بعدي کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔ تو صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ چونکہ موسیٰ نبی اپنی قوم کو کہہ گئے تھے کہ میں کوہ طور پر جاتا ہوں۔ اور میرے بعد غلط راہ اختیار نہ کرنا۔ اس لئے جب اُنہوں نے واپس آکر من بعدی کہا۔ تو اس کی مراد کوہ طور پر جانے کے بعد تھی۔ اور چونکہ قرینہ دال تھا۔ اس لئے یہاں بعد کے لفظ سے موت مراد نہیں لی گئی۔ مگر آیہ زیر بحث میں اس کے خلاف قرینہ دال اس بات پر ہے کہ جناب مسیح اپنے جانے کے بعد ایک نبی کی پیشگوئی کرتے ہیں۔ اور اپنی قوم کو ہدایت کرتے ہیں۔ کہ میرے دُنیا سے چلے جانے کے بعد ایک عظیم الشان نبی معمولی طریقہ پیدائش کے پیدا ہو کر آنے والا ہے۔ اس کو مان لینا۔ اس لئے اُن کی مراد اپنی وفات تھی کیونکہ جس طرح وہ ایک آنے والے کی نسبت جو ابھی دُنیا میں موجود نہیں تھا پیشگوئی کرتے ہیں اسی طرح اپنا جانا بھی بذریعہ موت مراد لیتے ہیں۔ آیۂ ام كنتم شهداء اذ حضر يعقوب الموت اذ قال لبنيه ما تعبدون من بعدي الخ اس کی تائید کرتی ہے۔ بغیر قرینہ کے تو بعد کے لفظ سے موت مراد نہیں لی جا سکتی۔ لیکن جہاں قرینہ پایا جائے جیسا کہ آیہ زیر بحث میں پایا جاتا ہے۔ وہاں موت کے معنے قرآن نے لئے ہیں۔ جیسا کہ آیہ ام كنتم شهداء الخ سے پایا جاتا ہے۔ اب رہا یہ امر کہ آئت زیر بحث میں "احمدؐ" سے کون مراد ہے۔ سو اس کے متعلق یہ امر خاص قابل توجہ ہے کہ جناب رسالتؐ پناہ کا نام قرآن کریم میں "محمدؐ" درج ہے لیکن آیۂ متنازعہ فیہا میں "احمدؐ" کی پیشگوئی ہے۔ جناب رسالتؐ پناہ نے چالیس برس تک اپنے آپ کو "احمدؐ" نہیں کہا۔ اور نہ آپؐ کی قوم نے آپؐ کو "احمدؐ" کر کے پکارا۔ اس لئے مؤلف اپنے ادعاء بلا دلیل میں صرف یہ کہہ کر کامیاب نہیں ہو سکتا کہ فلما جاءهم فعل ماضی ہے۔ لہذا وہ احمدؐ جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ وہ بوقت نزول قرآن موجود تھا۔ اور اور کوئی وجود اس کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ قرآن میں کئی جگہ افعال ماضی استعمال کئے گئے ہیں اور اُن سے مراد مستقبل لی گئی ہے۔ اور ایسے افعال ماضی بھی قرآن میں موجود ہیں۔ جن پر لما واقع ہوتا ہے اور پھر بھی ان سے زمانہ مستقبل مراد لیا جاتا ہے۔ ذیل کی دو آئتیں اس بارہ میں قابل توجہ ہیں:۔

(۱) ولو ان لکل نفس ظلمت ما فی الارض لافتدت به و اسرّوا الندامة لما راوا العذاب وقضی بینهم بالقسط وھم لا یظلمون - ۱۱

(۲) واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبه او قاعدا او قائما فلما کشفنا عنه ضره مر کان لم یدعنا الی ضر مسه کذالک زین للمسرفین ما کانوا یعملون - ۱۱

ان دونو آئتوں میں ظلمت اسرّوا اور فلما کشفنا فعل ماضی ہیں اور باوجودیکہ ان پر لما واقع ہوا ہے۔ پھر بھی معنے مستقبل کے لئے سورۃ صف میں جس میں آیۂ متنازعہ فیہا آئی ہے۔ پانچ حسب ذیل قرینے ہیں۔ جن سے پایا جاتا ہے کہ "احمدؐ" نبی جس کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہے۔ مسیح موعودؑ ہے۔

(۱) آیۂ متنازعہ فیہا کے ساتھ ہی یہ آیۂ کریمہ واقع ہے۔ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب وھو یدعی الی الاسلام جس سے پایا جاتا ہے کہ اُس کے مخالف اس کو بدکار اور دغاباز کہیں گے۔ اور اس طرح گویا الٰہی سلسلہ کے برخلاف جھوٹی تہمت لگائینگے اور افترا پردازی کریں گے۔ اور غلط افواہیں پھیلا کر خدا کی جماعت کو پراگندہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ خدا ایسے لوگوں کو سب سے بڑھکر ظالم قرار دیتا ہے۔ اور تہمت لگانے والوں کو جو خود مسلمان ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ ملزم کرتا ہے۔ کہ کیا مجھ تم کو اسلام کے بغیر کسی اور دین کی طرف بلاتا ہے اور تم کو دین حق سے گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ کہ تم اس کے درپے آزار ہو گئے۔ وہ تو تم کو اسی دین کی تلقین کرتا ہے۔ جس کے تم خود پیرو بنتے ہو۔

(۲) آیہ ۱ کے ساتھ ہی آیہ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون واقع ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو جسمانی ہتھیاروں سے اس کے مخالف نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یعنی ایک ایسی پُرامن سلطنت میں وہ بھیجا جائیگا۔ کہ کوئی کسی پر دست تعدی دراز نہیں کر سکیگا۔ اور صرف زبانی باتوں سے اس کا مقابلہ کریں گے اور منہ کی پھونکوں سے خدا کی روشنی کو بجھانا چاہیں گے اور اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے اور وعظوں اور لیکچروں سے اس کے برخلاف ناخنوں تک زور لگائیں گے۔ مگر باوجود اس قدر متفقہ کوششوں کے جو مخالف کریں گے۔ وہ غالب ہو جائیگا۔ اور اپنی جماعت کو دنیا میں قائم کرکے اور اپنے کام کو پورا کرکے جائیگا اگرچہ انکار کرنے والوں کو یہ بہت ناگوار گذریگا۔ اور وہ زہر کے گھونٹ پی کر رہ جائیں گے۔ حضرت اقدسؑ پر یہی آئیت بطور الہام کے اس وقت نازل ہوئی۔ جب کہ اُنہوں نے ابھی مسیح موعودؑ ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا تھا اور نہ ان کے وہم میں یہ تھا۔ کہ وہ مسیح موعودؑ ہوں گے۔ اور اس پر دلیل یہ ہے۔ کہ اُسی براہین احمدیہ میں جس میں یہ الہام درج ہے جناب ممدوح نے پرانے عقیدے کے مطابق یہ لکھدیا کہ مسیح ابن مریم دوبارہ آسمان سے آئیں گے۔ اس الہام میں خدا نے بطور پیشگوئی کے فرمایا تھا۔ کہ لوگ سخت مخالفت کریں گے۔ اور زبانی باتوں اور تحریری اور تقریری ناجائز الزاموں سے سلسلہ الٰہیہ کا مقابلہ کریں گے۔ سو ایسا ہی ہوا۔

(۳) آیہ ۲ کے بعد آیہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون آتی ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جس "احمدؐ" کی نسبت پیشگوئی کی گئی ہے۔ وہ ایسے سامانوں کے ساتھ اور ایسے زمانہ میں پیدا ہوگا۔ کہ وہ دین اسلام کو تمام دنیا کے مذاہب پر غالب کر دینے کی توفیق پائیگا۔ گویا دنیا بذریعہ ریل وڈاک خانہ و تار برقی و دیگر ذرایع سفر کے اکٹھی کر دی جائیگی۔ اور اشاعت دین حق کا خوب موقع مل جائیگا اور مذاہب باطلہ کو دلائل و براہین نیرہ کے ساتھ توڑ دیا جائیگا۔ چنانچہ اس زمانہ میں کہ تمام دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے۔ مسیح موعودؑ نے تمام مذاہب کو دندان شکن جواب دیکر مختلف موقعوں پر عظیم الشان مذہبی جلسوں میں بیشمار مجمعوں کے سامنے اسلام کی صداقت اور سچائی ثابت کر دی ہے جس کا خود بھی دیگر مذاہب کے پیروؤں نے اقرار کیا ہے۔ یہ ثابت ہے۔ کہ جناب رسالت پناہ نے عرب کی سرزمین سے اپنی زندگی میں باہر نکل کر کوئی تبلیغ دین قویم کی نہیں کی۔ اور نہ اور کوئی سامان مثل ڈاک وریل وغیرہ اس وقت موجود تھے۔ جن کے ذریعہ سے تمام ملکوں میں مذہب اسلام کی اشاعت ہو سکتی۔ لہذا یہ پیشگوئی مسیح موعود کے حق میں پوری ہوئی جیسا کہ مفسرین نے اقرار کیا ہے۔ کہ اس آیہ کا مصداق مسیح موعودؑ ہے۔

(۴) آیۂ نمبر ۳ کے بعد آیۂ یا ایھا الذین آمنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم آتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس نبی کی نسبت پیشگوئی کی گئی ہے۔ اس کا آنا ایسے زمانہ میں مقدر تھا۔ جو تجارت کا زمانہ تھا۔ یوں تو ہمیشہ ہر زمانہ میں تجارت ہوتی رہتی ہے۔ لیکن جس قدر گرم بازاری تجارت کی مسیح موعود کے زمانہ میں ہوئی ہے وہ ایک اہم شان اپنے ساتھ رکھتی ہے اور قیاس پیدا ہوتا ہے کہ تجارت سے مراد اسی زمانہ کی تجارت ہے اور مسلمانوں کو ہدائت کی گئی ہے۔ کہ اس تجارت کے زمانہ میں مادہ پرستوں کی طرح دنیا کے جمع کرنے میں اپنے خالق اور مالک کو نہ بھول جانا۔ اور خدا اور اس کے رسول کے احکام پر کاربند ہونا۔

(۵) سورہ کے اخیر میں جو آئیت ہے اس میں مومنوں کو ہدائت کی گئی ہے کہ تم "احمدؐ" کی ایسی مدد کرنی چاہیئے جیسی عیسیٰ نبی کے حواریوں نے مدد کی۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ جس "احمدؐ" کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہے وہ عیسیٰؑ نبی کا مثیل تھا اور اس کو بھی ایسے واقعات پیش آئے جس طرح عیسیٰؑ نبی کو پیش آئے تھے۔ لیکن جناب رسالت پناہ کو موسیٰؑ نبی کا مثیل قرار دیا گیا ہے۔ غرض پہلے انبیاء میں سے موسیٰؑ نبی نے اپنے مثیل کے متعلق پیشگوئی کی اور مسیح نے اپنے مثیل کے متعلق پیش گوئی کی۔

ثمّ مؤلف آیہ ولقد خلقناکم ثم صورناکم ثم قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس کے معنی بالکل غلط سمجھتا ہے۔ مؤلف کہتا ہے اس آئت میں ثُمّ ایک عرصہ دراز کو چاہتا ہے۔ اور اسی واسطے مؤلف کا خیال ہے۔ کہ پہلے خدا نے سب روحوں کو ایک وقت میں پیدا کیا اور پھر ایک عرصہ دراز کے بعد ان کو صورتیں عطا کیں۔ اور پھر اس کے دراز عرصہ بعد ملائکہ کو کہا گیا۔ کہ آدم کو سجدہ کرو یہ خیال مؤلف نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تردید کے لئے ظاہر کیا ہے۔ جو فرماتے ہیں کہ روح بوقت پیدائش کے بنتی ہے۔ مؤلف کے اس خیال سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قرآن کے معانی کے فہم سے قاصر ہے۔ یہ ضرور نہیں ہے۔ کہ جہاں ثمّ واقع ہو۔ وہاں عرصہ دراز ہی مراد ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے آیات ذیل پر کبھی غور نہیں کیا۔ کیونکہ اگر اس کا ان آیات پر تدبر ہوتا۔ تو وہ آیات مرقومہ بالا کے یہ معنی نہ کرتا۔

(۱) ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشأناہ خلقا آخر فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ ثم انکم بعد ذالک لمیتون ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون ۲۳/۱۵

(۲) ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء ۳

(۳) الذی خلقک فسواک فعدلک فی ای صورۃ

ماشاء رکیک

آیات ع۱ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نطفہ کا علقہ بنتا ہے۔ علقہ سے گوشت کا لوتھڑا۔ پھر اسی لوتھڑے کی ہڈیاں بن جاتی ہیں۔ پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھ جاتا ہے۔ پھر اس کی پیدائش اور ہی قسم کی بن جاتی ہے یعنی اس کی صورت بن جاتی ہے اور اس میں روح پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ آیۃ ع۲ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو صورت رحم میں عطا ہوتی ہے۔ گویا یہ آیۃ آیات ع۱ میں ثم انشأناہ خلقا آخر کی تشریح کرتی ہے۔ آیۃ ع۳ بھی اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ پہلے رحم میں انسان کی بے ڈول سی شکل بنتی ہے پھر وہ ٹھیک ٹھاک کیا جاتا ہے اور اس کے تمام اعضا اور اجزاء اور قوے درست کئے جاتے ہیں اور پھر اس کی ایک صورت بن جاتی ہے۔ آیات ع۱ میں نطفہ سے لیکر ثم انشأناہ خلقا آخر تک جہاں جہاں ثم واقع ہوا ہے وہاں قلیل عرصہ ہی مراد لیا گیا ہے۔ اب اگر آیۃ زیر بحث کو آیات ع۱ و ع۲ و ع۳ کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو یہ معنے ہونگے کہ خدا پہلے انسان کے وجود کی مختلف شکلیں بناتا ہے۔ پھر اس کو انسانی شکل عطا کرتا ہے اور جب اس کو شکل انسانی پورے طور پر مل جاتی ہے تو اس میں روح پیدا ہو جاتی ہے اور پھر وہ اس لائق ہو جاتا ہے کہ تمام وہ اشیاء اس کی اطاعت کریں۔ جن پر ملائکہ کا لفظ اطلاق پاتا ہے۔ چنانچہ دنیا کی تمام اشیاء طوعاً و کرہاً انسان کی اطاعت کر رہی ہیں یا دوسرے الفاظ میں اس کو سجدہ کر رہی ہیں۔ جسم کے تصور سے الگ قرآن نے محض روح کے لئے خلق کا لفظ کبھی استعمال نہیں کیا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ روح جسم کے ساتھ صورت کے بنتے جانے کے وقت پیدا ہوتی ہے یعنی اس وقت جبکہ انسان کا وجود بلحاظ بناوٹ کے مکمل ہو جاتا ہے اور یہ ساری کارروائی رحم میں ہی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ آیۃ ع۲ و ع۳ اس پر شاہد ہیں۔ اگر مؤلف یہ کہے کہ آیۃ زیر بحث میں خلقنا فعل ماضی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ زمانہ کا ذکر ہے تو اس کو دیکھنا چاہیئے کہ آیات ع۱ میں خلقنا سے لیکر ثم انشأنا خلقا آخر تک سب فعل ماضی ہی واقع ہوئے ہیں اور ان سے مراد زمانہ حال و مستقبل لئے گئے ہیں اور یہ قرآن کا عام محاورہ ہے۔ کہ زمانہ ماضی مذکور ہوتا ہے اور مراد حال و مستقبل ہوتے ہیں۔ آیۃ و اذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم و اشھدھم علی انفسھم ۲ الست بربکم قالوا بلیٰ الخ کے متعلق مؤلف کہتا ہے کہ ۲ الست بربکم کا اقرار روحوں سے انسان کے جسد عنصری میں آنے سے پہلے لیا گیا۔ لیکن اسی آیۃ سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے پیدا ہونے پر یہ اقرار فطرۃً انسان سے لیا جاتا ہے۔ فعل اخذ کا مفعول ذریتھم ہے اور من ظھورھم سے اس اخذ کی تشریح ہوتی ہے یعنی خدا فرماتا ہے کہ خدا نے بنی آدم سے یعنی ان کی پشت سے ان کی ذریات کو لیا یعنی پیدا کیا اور ان سے شہادت لی۔ اب اگر یہاں ظھور کے معنے ظاہر ہونے کے لئے جائیں جیسا کہ مؤلف نے لئے ہیں تو آیۃ کے معنے غلط ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں یوں معنے ہوں گے۔ جبکہ تیرے رب نے بنی آدم سے ان کے ظاہر ہونے سے ان کی ذریات کو لیا۔ یہاں من ماننا پڑیگا اور یہ کہنا پڑیگا کہ بنی آدم کے ظاہر ہونے کی وجہ سے خدا نے ان کی ذریات کو لیا یعنی پیدا کیا۔ اب کوئی عقلمند بتلائے کہ یہ کیا معنے ہوئے کہ خدا نے بنی آدم کے ظاہر ہونے کی وجہ سے ان کی ذریات کو پیدا کیا۔ اور یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ کہ بنی آدم کی ذریات اس واسطے پیدا ہوئیں کہ بنی آدم ظاہر ہوئے۔ ظھور کے معنے پیٹھوں کے نہ لئے جائیں تو اخذ کے معنے پیدا ہونے کے محاورہ عرب کے مطابق ہو سکتے ہی نہیں۔ اگر ہو سکتے ہیں تو مؤلف کوئی قرآنی آیت یا کسی اہل زبان کا شعر بتائے۔ جس میں اخذ کے معنے بدوں قرینہ ظھور (جس کے معنے پشت ہوں) کے پیدا ہونے کے لئے گئے ہوں۔ آیۃ کے معنے تو بالکل صاف ہیں۔ کہ انسانی فطرت ہی اقرار ربوبیت کر رہی ہے کیا مؤلف کی فطرت یہ اقرار نہیں کرتی۔ کہ پالنے والا خدا ہی ہے۔ اگر فطرت میں یہ اقرار موجود نہ ہوتا تو انسان خدا کو ماننے پر مکلف نہ کیا جاتا۔

کچھ ضرورت نہ تھی کہ مؤلف کی کتاب کا جواب لکھا جاتا۔ یا اس پر ریویو کیا جاتا۔ کیونکہ جو عقلمند انسان اس رسالہ کو پڑھیگا۔ اس پر خود بخود روشن ہو جائیگا کہ مؤلف کے خیالات کس پایہ کے ہیں۔ اور وہ کہاں تک اپنے مطلب میں کامیاب ہوا ہے۔ مگر اس خیال پر کہ مؤلف کو یہ جھوٹی خوشی بھی نصیب نہ ہو۔ کہ اس کے رسالہ کا جواب نہیں دیا گیا۔ یہ چند سطور دوستوں کے اصرار پر بطور ریویو کے لکھی گئی ہیں۔

خاکسار احمد الدین مختار عدالت گجرات

قادیان میں عید اضحیٰ

۲۰- دسمبر ۱۹۱۲ء کو قادیان میں عید اضحیٰ کی نماز حسب معمول حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے پڑھائی جو مسجد اقصیٰ میں پڑھی گئی۔ نماز کے بعد حضرتؓ نے جو خطبہ پڑھا اس کا خلاصہ میرے اپنے الفاظ میں اس طرح پر ہے کہ آپ نے ایک نوجوان تعلیمیافتہ کا ذکر کیا کہ آپ اس کو قرآن مجید کے احکام کی طرف توجہ دلا رہے تھے اور سمجھا رہے تھے کہ مسلمانوں کی ترقی اور بحالی دین کی راہ سے ہوگی وہ دین اسلام کے پیچھے متبع ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ ان کی ہر قسم کی ذلتوں اور مصیبتوں کو دُور کر دے گا مگر اس جنٹلمین نے کہا کہ آپ ہم کو تیرہ سو برس پیچھے لے جا رہے ہیں۔ گویا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اصول عملدرآمد کے تیرہ سو برس پہلے وئے تھے اکی نظر میں آج وہ نعوذ باللہ کار آمد نہیں ہیں۔ اور ان پر عمل کرنا ترقی کی رو کو تیرہ سو برس پیچھے ہٹانا ہے۔ آپنے ظاہر کیا کہ اس قسم کے خیالات ایک دو نہیں۔ بہتوں کے دلوں میں ہیں۔ پھر آپنے بتایا کہ یہ تو قرآن مجید اور اسلام کے حدود شرائع کو باطل کرنے کی ایک کوشش تھی۔ نمازوں کے ترک کے لئے پہلی کوشش یوں شروع ہوئی۔ کہ وہ اپنی ہی زبان میں ادا کی جایا کرے قرآن مجید کا پنجابی ترجمہ اس میں پڑھا جایا کرے۔ ایسا ہی دوسری زبانوں میں اصل قرآن نہ پڑھا جاوے۔ مجھ سے جس شخص نے ذکر کیا میں نے اس کو کہا کہ پھر نثر سے نظم میں ہوگا۔ پھر وہ نظم کسی ٹھمری کی شکل اختیار کرے گی اور رفتہ رفتہ اس کے ساتھ ڈھولک وغیرہ ساز ہوں گے۔ اور یہ اچھا خاصہ تماشا ہو جائے گا اور مسلمانوں میں جو چیز مشترک تھی (عربی زبان اور قرآن) وہ جاتی رہے گی اور نہ نماز کی حقیقت پیدا ہوگی۔

پھر اس پر ترقی ہوئی تو میرے کانوں میں آوازیں آئیں کہ کرسیوں پر بیٹھ کر سامنے بنچ یا میز ہوں اور نماز کے لئے لوگ جمع ہو جایا کریں تو خدا تعالےٰ کی حمد میں کوئی گیت گا دے جہاں کسی کے دل میں جوش پیدا ہووے وہ اس مقام پر یعنی میز پر ذرا سر جھکا دیا کرے اس قسم کی آوازیں میرے کانوں میں ترک نماز کے لئے آئیں پھر روزہ کے متعلق کہا گیا کہ بھوکا رہنا بالکل بے فائدہ ہے۔ اگر روزہ رکھنا ہی ہو تو اس میں اخروٹ (میوہ جات) کھائے جایا کریں۔

یہ تو تعلیم یافتہ لوگوں کی تو ضیح تھی بعض دوسرے لوگوں نے کہہ دیا کہ جو غریب ہو وہ روزہ رکھ لے اور امرا صرف فدیہ دیدیا کریں۔

پھر حج کے لئے کہا گیا کہ قومی کانفرنس علی گڈھ میں شمولیت سے یہ فرض ادا ہو جاتا ہے اور کافی ہے کہ لوگ وہاں شامل ہو جایا کریں اور زکوٰۃ کے بدلے قومی کاموں میں چندہ دیدیا۔ اب میرے کانوں میں قربانی کے روکنے کی آوازیں آتی ہیں۔

یہ تمام باتیں مسلمانوں کی بدقسمتی کی ہیں انکو چھوڑ کر یہ ترقی نہیں کر سکتے اگر اسلام ہی ان کے ہاتھ میں نہ رہا تو یہ کچھ بھی نہ ہونگے۔

پھر آپنے قربانی کے متعلق اس کی حقیقت اور فلسفہ پر مختصر سی تقریر فرمائی اور بتایا کہ کسطرح پر قدرت نے قربانی کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے۔ آپ قربانی کی حقیقت بتا رہے تھے کہ ضعف غالب ہو گیا اور تقریر کا نیا سلسلہ بند کرنا پڑا اس لئے دُعا پر خطبہ کو ختم کر دیا۔

اخبار عالم پر ایک نظر

کسی نے دیوالی کے دن ملتان میں سری لکھشمی کی مورتی کو توڑ کر اس کے زیورات اُتار لئے۔ ہندو مسلمانوں کے نام یہ الزام تھاپتے ہیں۔ آریوں پر کیوں یہ الزام نہ لگایا گیا وہ بھی تو مورتی پوجا کے مخالف ہی ہیں مگر ان پر کیوں الزام لگاتے۔ جبکہ یہ بُت ان کے بھتیجے بھانجوں نے ہی اختیار کیا ہے۔ مسلمانوں کو نشانہ بنانا محض عداوت کی علامت ہی ان عقل کے اندھوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ شریعت اسلام مسلمانوں کو کسی کے بُت تک کو بھی گالی نکالنے سے روکتی ہے پھر ایسا کام وہ کیونکر کر سکتے ہیں + مولوی شبلی نے بذریعہ تار لکھنؤ سے ۱۶- نومبر ۱۹۱۲ء اہل اسلام کے نام یہ پیغام بھیجا کہ مسلمان عید کے موقعہ پر خوشیاں نہ منائیں اور یہ بھی فتوے دیا کہ مسلمان قربانیوں کے جانور فروخت کر کے انکی قیمت بطور چندہ مجروحین ٹرکی کے لئے دیدیں جس پر قریباً تمام اسلامی فرقے اظہار ناراضگی کر رہے ہیں کیونکہ ایسے فتوے شریعت محمدیہ میں رخنہ اندازی کا موجب ہیں +

ہمعصر وطن نے بھی اپنے ۲۲- نومبر کے پرچہ میں اس پر حسب ذیل ریمارکس کئے ہیں اور "وطن عرض کرتا ہے کہ مسلمان خوب کھل کھولکر خوشیاں منائیں اور دہڑلے سے قربانیاں کریں سوگ دشمنوں کے گھر ہے نہ کہ مسلمانوں کے ہاں۔ بلقین حصہ مزہ چکھ چکا ہے اور یورپ حصہ بھی بحمد اللہ تعالےٰ تدبیر حمیدی سے تتر بتر ہو گیا اس سے بڑھکر کیا خوشی ہو سکتی ہے۔"

اب یہ راز طشت از بام ہو گیا ہے کہ روس نے بلقانی ریاستوں اور یونان کو یقین دلایا تھا کہ ترکوں کے کامیاب ہوتے ہی میں بھی میدان کارزار میں آکودوں گا + وادی بٹرا کی جنگ میں بلغاریوں کے مقابلہ میں ترک مظفر و منصور ہوئے + ۲۵- اکتوبر قسطنطنیہ۔ باراتس کی جنگ میں ہماری فوج نے بلغاریوں سے ۹ تیز لیوز توپیں چھینیں اور دو کمانڈر افسروں اور دو لفٹنٹوں اور بہت سے بلغاری سپاہیوں کو گرفتار کر لیا۔ غنیم میدان کارزار میں اپنے کثیر التعداد مقتولین چھوڑ گیا ہے + ترکی فوج نے قرق قلعسی کو بلغاریوں سے ایک جنگ شدید کے بعد واپس لیا ہے + آستانہ سے ہاس تار دیتا ہے کہ ایڈریانوپل کی خبروں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ترک اپنے غنیم کا بڑی کامیابی سے مقابلہ کر رہے ہیں +

در مذمّت بُت پرستی

بُتوں سے عشق کرنا سخت خبث اور نابکاری ہے
جہاں ذلّت پہ ذلّت ہی جہاں خُواری پہ خواری ہے
جہاں قسمت میں عاشق کی فقط اک بیقراری ہے
ہمیشہ یہ چیخنا! رونا!! بلکنا!!! آہ و زاری ہے
عبث وہ چیلے بن کر ان بُتوں کے جان دیتے ہیں
جو ان کے پیچھے لگتا ہے وہ بھوجاں عاری ہے
پڑے جو شرک و بدعت میں خدا نے ہے یہ فرمایا
کبھی نہ اُس کو بخشوں گا۔ وہ کافر ہے وہ ناری ہے
ہر اک کی آجکل شیطان نے ایسی عقل ماری ہے
جہاں دیکھیں نظر آتا بُتوں کا ہی پجاری ہے
تمہی انصاف سے بولو خدا سے ڈر کے اے یارو
کہ آیا بُت پرستی میں بھی کوئی دینداری ہے
بچیں ہم قید الفت سے جو ہووے ماسوا اللہ
دعا صبح و مسا اشرفؔ خدا سے یہ ہماری ہے

خاکسار محمد علیخان اشرفؔ عفی اللہ عنہ
ہوشیارپوری از قادیان

مفرح یاقوتی

تیار کردہ حکیم محمد حسین صاحب مہتمم کارخانہ مرہم عیسیٰ لاہور مصدقہ حضرت امیر المومنین۔ اعضائے رئیسہ کو طاقت دیتی ہے مبہی۔ مفرح اور مقوی ہے ہر قسم کے ضعف اور سستی اور ناطاقتی کو دور کرتی ہے۔ دفتر اخبار بدر سے بہ ادائے قیمت نقد ساڑھے چار روپے (للعہ) یا بذریعہ قیمت طلب پارسل مل سکتی ہے۔

کشتہ جریان

غربا کی درخواست منظور بجائے تین روپے کے ڈھائی روپے جریان۔ درد کمر۔ کثرت احتلام۔ ان امراض میں یہ کشتہ از حد مفید بلکہ اکسیر ثابت ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آئندہ بھی مفید ثابت ہوگا۔

جریان کی شناخت

پیشاب کے پہلے یا بعد میں منی کا گرنا۔ یہ بیماری چند روز میں آدمی کو مُردوں کی طرح زندہ درگور کر دیتی ہے اور اس سے یہ بیماریاں ہوتی ہیں۔ بالخصوص نسیان یعنی خفقان دل کا دھڑکنا۔ ضعف دماغ۔ بینائی کا کم ہونا۔ ناامیدی۔ بے خوابی۔ خوف۔ غمگینی۔ نامردی وغیرہ امراض شدید حملہ آور ہوتے ہیں جو شخص اس بیماری میں مبتلا ہو۔ وہ علاج کا کوشاں ہے جہاں سے میسر ہو۔ ہرگز بے خوف و بیفکر نہ رہے۔ ورنہ امراض بالا میں مبتلا رہ کر آخر ہلاکت تک نوبت پہنچے گی۔ ہم نے اس کشتہ کو بڑی محنت سے تیار کیا ہے اور کئی پرانے جریان والے مریضوں پر آزمایا۔ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۴ روز کے استعمال سے بالکل شفا پا گئے۔ بعد تجربہ اور دعاؤں کے اعلان کیا جاتا ہے تاکہ پبلک فائدہ اٹھائے۔ قیمت ۲۴ روز بمعہ سفوف ہے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار

ترکیب استعمال سفوف جو ہمراہ ہوگا اس سے ایک ماشہ اور کشتہ ۲ رتی ملا کر ہمراہ پانی صبح و شام **پرہیز** از ترشی۔ شیرینی تیز مرچ۔

المشتہر

نظام جان و عبد الرحمٰن کاغانی۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور

فصلی بخار اور طحال کی دوا ۱۲

یہ دوا اونتیس ۲۹ سال سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرکے تنگ آگئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگوا کر استعمال کریں۔ اس میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ اور یہ خون کو گاڑھا کر دیتی اور تلی کو گراتی ہے۔ قیمت شیشی کلاں چودہ آنہ (۱۴) محصول دو شیشی تک ۸ قیمت شیشی خورد آٹھ آنہ (۸) محصول ڈاک ۵ ر۔ دو شیشی تک ۶ ر

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ لگانے سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ۴ ر۔ محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے ۶ ڈبیہ تک ۵ ر اور بارہ ڈبیہ تک ۶ ر

ملنے کا پتہ

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے۔ اس اثنار میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب مدظلہ کا بنایا ہوا ہے۔ آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال۔ سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیابند وغیرہ امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ عہ۔ قسم دوم عہ۔ قسم سوم عہ۔

اصلی ممیرہ جس کی قیمت عہ فی تولہ ہے۔ فی الحال دو ماہ کے لئے اس کی رعایتی قیمت فی تولہ عہ کر دی ہے۔ بعض ضروریات نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ **ترکیب استعمال** ممیرہ پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک پیس کر آنکھوں میں ڈالا جاوے۔ یہ سرمہ گرمی کے موسم میں جس کی آنکھیں دکھتی ہوں تو ان کے لئے بہت مفید ہے۔

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے۔ جس کی عبارت درج ذیل ہے مقوی جمیع اعضا۔ نافع صرع مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و جذام و استسقار و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت۔ فساد بلغم و قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود دودھ کے ساتھ صبح کے وقت استعمال کریں۔ قیمت قسم اول ۱۲ ر تولہ۔ قسم دوم ۸ ر تولہ ہے۔

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری۔ بادامی۔ سیاہ اور سفید۔ ماشی۔ ریشمی اور سوتی۔ کشمری صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں۔

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر۔ سوداگر۔ قادیان ضلع گورداسپور

کھوئی ہوئی قوت

کی واپسی کے لئے ہمارے ایک بھائی ایک معتبر اور قیمتی دوائی کھانے اور لگانے کی پیش کرتے ہیں۔ قیمت مبلغ عہ ہے۔ اور بدر ایجنسی قادیان سے مل سکتی ہے۔

مسلمانوں کی دلچسپی کی سات انگریزی کتابیں ۱۲

(۱) **دی ٹرکو اٹالین وار اینڈ اٹس پرابلس** مصنفہ سر طامس بارکلے۔ یہ کتاب جنگ طرابلس کے مسائل پر بحث کرتی ہے اور اس میں ایک باب سید امیر علی بالقابہ کا لکھا ہوا بھی ہے۔ ۲۵۰ صفحات مجلد۔ قیمت مبلغ ۱۲ فی نسخہ پختہ۔

(۲) **ان دی شیڈو آو اسلام**۔ در ظل اسلامی مصنفہ ڈی میترا دا کا۔ اسلامی زندگی کے متعلق ایک غیر معمولی دلچسپی کا ناول ہے۔ قیمت عہ فی نسخہ۔ مجلد عا

(۳) **سم پیجز فرام دی لائف آو ٹرکش ومن** ترکی خواتین کی زندگی کے حالات۔ مصنفہ ڈی میترا دا کا قیمت آشتہ پختہ

(۴) **دی وڈو وڈ کوئن** یارانی صاحبہ جہانسی یہ ایک قصہ ناٹک کے طرز پر ہے۔ مصنفہ الیگزنڈر راجرس ہے۔ جس کا دیباچہ مشہور مستشرق سر ایڈون آرنلڈ صاحب کا ہے۔ مجلد قیمت مبلغ ۱۲

(۵) **دی سے انگس آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم**۔ احادیث آنحضرت کا انگریزی ترجمہ۔ مولفہ سہروردی صاحب ایم۔ اے۔ قیمت ۲ ا فی نسخہ۔

(۶) **ایشیا اینڈ یورپ** مصنفہ میریڈتھ ٹونسنڈ۔ جو بہت مدت تک رہ چکے ہیں۔ ہر دو بر اعظموں کے تعلقات پر مدت العمر غور کرنے کے بعد اپنے نتائج فکر کو اس کتاب کے ذریعہ سے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ایڈیٹر صاحب سپکٹیٹر رقمطراز ہیں۔ کہ اس عجیب کتاب کی دلچسپی کسی مبالغہ کے اندر نہیں آسکتی۔ وہ مشکل اور اہم مسائل جو ایشیا پر حکومت کرتے ہوئے سلطنت برطانیہ کے سامنے ہیں اس کتاب میں حل کر دیئے گئے ہیں چوتھی بار چھپی ہے۔ مجلد قیمت مبلغ ۱۲

(۷) **محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عربی اکبر**۔ مصنفہ ایضاً۔ نئی کتاب ہے۔ مجلد قیمت ۱۲

المشتہران

بلیکی اینڈ سن لمیٹڈ

واروک ہوس بمبئی

Blakie & Son Ld.
Warwick House
Bombay.